تعارف و تبصرہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس برصغیر میں صوفیائے کرام نے اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کے لیے گراں بہا خدمات انجام دی ہیں۔ ان خدمات کے مقابلے میں مسلمانوں کے دوسرے طبقات کی خدمات عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔ مسلمان سلاطین نے بڑی شان و شوکت کی زندگی گذاری۔ ان کے اُمراء نے انعام و اکرام کی بارش کی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں صوفیا نے پرخلوص پرامن اور پر رحمت کاوشیں کیں جن کے نتیجہ میں سرزمین پاک و ہند میں ہزاروں انسان مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان صوفیا کی زندگی نہایت سادہ پاک وصاف اور حرص و آز سے دور تھی۔ انھوں نے بہت دلنشین انداز میں اسلام کا انسانیت و دستی اخوت اور مساوات کا پیغام دکھی لوگوں تک پہنچایا۔ ہندوستان کے کروڑوں انسان صدیوں سے ذات پات کی چکی تلے پس رہے تھے انھوں نے اسلام کے عدل و انصاف کے پیغام پر لبیک کہا اور جوق در جوق اس کے حلقۂ امن و سلامتی میں داخل ہوتے گئے۔ یہ کہنا بھی بالکل بجا ہو گا کہ آج اس برصغیر میں دو مسلمان ملک جہاں کروڑوں مسلمان آزاد اور بے خطر زندگی بسر کر رہے ہیں یہ سب انہی بزرگوں کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہیں۔

اسلامی تصوف میں کل چودہ سلسلے بتائے جاتے ہیں۔ ان میں اس برصغیر میں چار سلسلوں کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ آج ہم جن تین کتابوں کا ذکر کریں گے، وہ تین صوفی بزرگوں کے حالات پر مشتمل ہیں۔ انھوں نے اشاعت اسلام کے لیے بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب خواجہ معین الدین چشتیؒ کے بارے میں ہے جنھوں نے سلسلہ چشتیہ کو سرزمین پاک و ہند میں جاری کیا۔ دوسری شیخ بہاؤالدین زکریاؒ پر ہے جو سلسلہ سہروردیہ کو اس برصغیر میں لانے والے ہیں۔ تیسری کتاب حضرت سخی سرورؒ کے بارے میں ہے جن کا تعلق بیک وقت تین سلسلوں سے ہے آیئے ان کتابوں کا الگ الگ جائزہ لیں۔

تذکرہ حضرت سخی سرورؒ

یہ کتاب پروفیسر حامد خان حامدؔ نے اردو میں تالیف کی ہے اور علماء اکیڈمی لاہور نے ۱۹۷۵ء میں آفسٹ پر چھاپی ہے۔ درمیانی سائز کے کل ۲۲۰ صفحات ہیں۔ اس کی قیمت بارہ روپے ہے۔ اس کتاب میں فاضل مولف نے حضرت سخی سرور کی سوانح حیات کے علاوہ تصوف اور اس کے سلسلوں کے بارے میں بھی مفید معلومات بہم پہنچائی ہیں

کتاب کا پیش لفظ محمد یوسف گورایا صاحب ڈائریکٹر علامہ اکیڈمی لاہور نے لکھا ہے۔ اس کتاب میں نو باب ہیں۔ جن میں تصوف اس کی تعریف اور اصل پر بحث کے بعد صوفیوں کے سلسلوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر حضرت سخی سرورؒ کا سلسلہ طریقت، ان کی سوانح حیات، شجرہ نسب، تعلیمات، ان کے مرید اور خلفاء اور عوام پر ان کے اثر کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ آخری تین بابوں میں ان سے متعلق عرس اور میلوں، ان کی زیارت گاہ اور خانقاہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں اس کے مآخذ کے تحت ۱۰۵ اردو، فارسی اور عربی اور ۲۲ انگریزی کتابوں ۱۸، اردو رسائل، اخبارات اور مکتوبات اور چار انگریزی اخبارات و رسائل کی فہرست دی گئی ہے۔ اس طویل فہرست سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کو بڑی وقت اور کاوش سے لکھا ہے۔

اس کتاب کی اہم خصوصیات یہ ہیں:۔

۱۔ اس میں پہلی بار حضرت سخی سرور کی سوانح عمری اور تعلیمات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

۲۔ فاضل مولف نے دلائل سے مستشرقین کے اس نظریہ کی تردید کی ہے کہ اسلامی تصوف کے عناصر ترکیبی اصل میں مسیحیت، افلاطونیت، بدھ مذہب، ہندو ایرانی فلسفہ اور رہبانیت سے عبارت ہیں اور یہ ثابت کیا ہے کہ اسلامی تصوف کی اصل خود اسلام ہے۔

۳۔ اس کتاب میں تصوف کے مختلف ادوار اور اس کے چودہ سلسلوں کی فہرست دی گئی ہے خاص طور سے ان چار سلسلوں کا تفصیلاً ذکر کیا ہے جو اس برصغیر میں پائے جاتے ہیں۔ حضرت سخی سرور کے متعلق یہ بات خاص طور پر لکھی ہے کہ ان کا تعلق سہروردیہ، چشتیہ اور قادریہ تینوں سلسلوں سے تھا۔ ان تینوں سلسلوں کا خرقہ انہوں نے ان کے بانیوں سے بغداد میں قیام کے دوران حاصل کیا تھا۔

حضرت سخی سرورؒ کا تعلق پاکستان میں متعدد شہروں سے رہا ہے۔ خصوصاً ملتان، ڈیرہ غازی خان، دھونکل گوجرانوالہ، ایبٹ آباد اور پشاور میں انھوں نے کافی دن گزارے ہیں۔ اس برصغیر کے اکثر شہروں اور خصوصاً پنجاب کے اکثر شہروں اور گاؤں میں ان کی یاد میں عرس اور میلے ہوتے ہیں اور ان کی زیارت گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ لیکن پاکستان میں دھونکل، پشاور، لاہور اور ڈیرہ غازی خان میں ہر سال بڑے پیمانہ پر ان کے عرس اور میلے ہوتے ہیں، جن سے بڑی دھوم دھام اور رونق ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر یہ کتاب حشو و زوائد اور غیر متعلق تفصیلات سے پاک ہے اور اس میں حضرت سخی سرور پر مفید معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔

احوال و آثار شیخ بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی

اس سلسلہ کی یہ کتاب فارسی میں ہے۔ اس کی مصنفہ ڈاکٹر شمیم محمود زیدی ہیں جو آج کل تہران میں